خطوط پر 786 لکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ نمبر 1 :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ اپنے خطوط وغیرہ کے اوپر 786 لکھتے ہیں جبکہ سنت بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا ہے جیسا کہ ان دعوت ناموں سے ظاہر ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام بھیجے تھے۔786 ایک گنتی ہے یہ بسم اللہ کی جگہ نہیں لے سکتی اور یہ کہنا کہ "786 بسم اللہ کا عدد ہے اس لئے ہم اس کو بسم اللہ کی جگہ لکھتے ہیں" اس لئے صحیح نہیں کہ یہی اعداد "ہری کرشنا" کے بھی ہیں۔ آج کل وہابی لوگ اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔

الجواب:

یہ صحیح ہے کہ خطوط وغیرہ کی ابتدا تسمیہ سے کرنا سنت ہے، مگر یہ سنت موکدہ نہیں کہ اس کا چھوڑنا ممنوع ہو اور اس کی عادت گناہ ہو' سنت غیر موکدہ ہے کہ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو ثواب پائے گا، لیکن خطوط وغیرہ کو لوگ لاپرواہی سے ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں جس سے بے ادبی ہوتی ہے اور بسم اللہ شریف قرآن مجید کی آیت ہے جسے بے وضو چھونا بھی جائز نہیں۔ ارشاد ہے **لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ** "اسے صرف وہی لوگ چھوئیں جو خوب پاک ہوں" جس پر غسل واجب نہ ہو وہ بھی خوب پاک نہیں' خوب پاک اس وقت ہو گا جبکہ باوضو ہو۔ خط کے سرنامے (یعنی خط کی پیشانی) پر بسم اللہ شریف لکھی ہو گی تو بے وضو لوگوں کا ہاتھ پڑ جائے گا۔ پھر ڈاکخانے کے ذریعے جو خطوط بھیجے جاتے ہیں ان خطوط کی کیا درگت بنتی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ ڈاکخانے والے ان پر پاؤں بھی رکھ دیا کرتے ہیں پھر عموماً وہ مشرکین [1] ہوتے ہیں۔ یہ

---

(1) یہ ہندوستانی احوال کے مطابق ہے۔

مشرکین لیٹر بکس سے نکالتے ہیں' انتہائی بدتمیزی سے اس پر مہریں مارتے ہیں' تھیلوں میں بند کرتے ہیں' بھینچتے ہوئے جہاں چاہتے ہیں لے جاتے ہیں حتی کہ اس پر بیٹھتے بھی ہیں۔ پھر یہی مشرکین اپنے ہاتھوں سے اسے چھانٹتے ہیں اور کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ خطوط کو مکتوب الیہ[1] کے سامنے پھینک دیتے ہیں۔ کیا یہ سب اللہ عزوجل کے اسمائے مبارکہ اور قرآن مجید کی آیتوں کی بے ادبیاں نہیں ؟ کیا کسی مسلمان کو یہ جائز ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ قرآن مجید کی ضرور توہین ہوگی اس کی اجازت ہے کہ اللہ عزوجل کے اسمائے مبارکہ یا قرآن مجید کو اس طرح غیر کے ہاتھوں میں دے دے۔ علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن مجید کو کفار کی بستیوں میں نہ لے جائیں کہ اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے اور کفار اس کی بے حرمتی نہ کرنے لگیں۔ تو جب خطوط میں اس کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ضرور اس کی بے حرمتی ہوگی تو اس لئے اہلسنت نے خطوط پر بسم اللہ شریف لکھنے کو پسند نہیں فرمایا۔ یہ مُسلَّمہ (یعنی تسلیم شدہ) قاعدہ ہے کہ کسی چیز میں نفع و نقصان دونوں ہوں تو اس کو ترک کردیا جائے جلبِ منافع (یعنی منافع کے حاصل کرنے) پر دفعِ مَضَرَّت (ضرر کا دور کرنا) مناسب ہے۔

"786" بقاعدۂ جمل[2] بسم اللہ کا عدد ہے۔ علمائے کرام نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے خطوط کی ابتداء میں اسے لکھنے کا رواج دیا تاکہ مَن وَجہٍ (یعنی کچھ نہ کچھ) بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی مکافات (یعنی بدلہ) ہو جائے' اسمائے مبارکہ کو ان کے اعداد کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور ان اعداد میں فوائد بھی ہیں جس پر تجربہ شاہد (یعنی

---

(1) یعنی جس کی طرف خط بھیجا گیا۔

(2) ابجد کے عددوں کے قاعدے کے سبب ابجد "حروف تہجی" کو کہتے ہیں۔ ابجد کے حروف تہجی 28 ہیں ان کی عددی تقسیم درج ذیل ہیں:

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50	60	70	80	90	100	200	300	400	500	600	700	800	900	1000

گواہ) ہے، دیوبندی اکابرین تعویذیں لکھتے تھے اور ان تعویذوں کے اوپر 786 لکھتے تھے اور تعویذوں میں بھی صرف اعداد لکھتے تھے اگر اسمائے مبارکہ کے اعداد میں کوئی اثر و فائدہ نہ ہوتا تو دیوبندی اکابر اسے کیوں لکھا کرتے تھے۔

پھر یہ چیز مُسلم الثبوت (یعنی مانی ہوئی) مشائخ سے مُتوارث (یعنی موروثی طور پر) چلی آرہی ہے حتّٰی کہ دیوبندی اور غیر مقلدین کے مشترکہ پیشوا اور مستند شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہما بھی تعویذیں لکھا کرتے تھے جو صرف اعداد ہی سے پُر ہوتی تھیں۔ ہر حرف کو اس کے عدد کے ساتھ ایک باطنی ربط (یعنی پوشیدہ تعلق) ہے جسے اہل کشف (یعنی غیب کی باتوں کو ظاہر کرنے والوں) نے دریافت کیا۔ یہ ایسا نہیں کہ کسی نے انکل پچو (یعنی صرف اندازے سے) اسے بنالیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حروف کے اعداد حرفِ تہجی کی ترتیب سے نہیں بلکہ اس کی ترتیب الگ (1) ہے جو ابجد، ہوز، حطی میں مذکور ہے بلکہ علامہ قاضی بیضاوی کے ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان اعداد کا اعتبار فرمایا۔

الم مقطعات قرآنیہ کی بحث میں لکھتے ہیں **اَوْاِلیٰ مُدَدِ اَقْوَامٍ وَآجَالٍ بِحِسَابِ الْجُمَلِ كَمَا قَالَهٗ اَبُو الْعَالِيَةِ مُتَمَسِّكًا بِمَارُوِىَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا اَتَاهُ الْيَهُوْدُ تَلٰى عَلَيْهِمْ اَلٓمّٓ بَقَرَة فَحَسَبُوْهُ وَقَالُوْا كَيْفَ نَدْخُلُ فِىْ دِيْنٍ مُدَّتُهٗ اِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ سَنَةً فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقَالُوْا فَهَلْ غَيْرُهٗ فَقَالَ اَلٓمّٓصٓ وَالٓرٰ وَالٓمّٓرٰ فَقَالُوْا خَلَطْتَ عَلَيْنَا فَلَا نَدْرِىْ بِاَيِّهَا نَاْخُذُ فَاِنَّ تِلَاوَتَهٗ اِيَّاهَا بِهٰذَا التَّرْتِيْبِ عَلَيْهِمْ وَتَقْرِيْرَهُمْ عَلٰى**

(1) جیساکہ حاشیہ سابقہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا

اسۡتِنۡبَاطِھِمۡ دَلِیۡلٌ عَلٰی ذَالِکَ۔

یا یہ حروف قوموں کی مدت اور میعاد کی طرف اشارہ ہے جمل کے حساب سے جیسا کہ اس کو ابو العالیہ نے کہا اس حدیث سے دلیل لاتے ہوئے کہ "یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے سورہ بقرہ کا **الم** پڑھ کر سنایا۔ انھوں نے اس کا حساب لگایا اور کہا "ہم اس دین میں کیسے داخل ہوں جس کی مدت 71 سال ہے" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے جس پر یہود نے کہا "کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے؟" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا: **المص۔ الرا۔ المرا** یہ سن کر یہود نے کہا "آپ نے ہماری سوچی ہوئی بات کو خلط ملط کر دیا ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس کو لیں"۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ترتیب سے پڑھ کر یہود کو سنانا اور انھوں نے جو حساب لگایا تھا رد نہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قوموں کی میعاد بتانے کے لئے ہے"۔ اس کے تحت شیخ زادہ میں ہے فَاِنَّ تِلَاوَتَہٗ عَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ تِلۡکَ الۡفَوَاتِحَ بِھٰذَا التَّرۡتِیۡبِ وَھُوَ ذِکۡرُ الۡاَکۡثَرِ بَعۡدَ الۡاَقَلِّ فِیۡ مَعۡرَضِ الۡجَوَابِ عَنۡ قَوۡلِھِمۡ فَھَلۡ غَیۡرُہٗ وَکَذَا تَقۡرِیۡرُہٗ عَلَیۡھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ اِیَّاھُمۡ عَلٰی اسۡتِنۡبَاطِھِمۡ ذَالِکَ وَعَدَمُ اِنۡکَارِہٖ عَلَیۡھِمۡ فِیۡ تَسۡلِیۡمِ ذَالِکَ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ سَلَّمَ اَنَّ الۡمُرَادَ مِنۡھَا الۡاِشَارَۃُ اِلَی الۡمُدَّۃِ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ان فواتح سور (یعنی سورتوں کے شروع کرنے والے حروف) کا یہود کے سامنے اس ترتیب سے پڑھنا کہ اکثر (یعنی زیادہ تعداد والوں) کو اقل (یعنی کم تعداد والوں) کے بعد پڑھا ان کے اس قول کے جواب میں "کیا اس کے علاوہ کچھ اور ہے؟ اور ایسے ہی حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کا ان کے استنباط (یعنی نتیجہ اخذ

کرنے) کو مان لینا اور اس پر انکار نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک بھی اس سے اشارہ مدت کی طرف ہے"۔

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ "**الم** کے عدد 71" ہیں۔ جب حضور ﷺ نے یہ تلاوت کی تو اس عدد کا لحاظ کر کے یہود نے کہا اس دین کی مدت 71 سال ہے اس لئے کہ جمل کے حساب سے **الم** کے "71" عدد ہیں۔ اگر اعداد کا اعتبار کچھ نہیں تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما دیتے کہ "تم کیا بکتے ہو حروف کے اعداد کا کوئی اعتبار نہیں یہ کالعدم (نہ ہونے کی طرح) ہیں۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب وار دوسرے مقطعات پڑھے وہ بھی اس ترتیب سے کہ پہلے چھوٹے اعداد کے پڑھے پھر بڑے اعداد کے' مثلاً **المص** اس کے عدد 161 ہیں' پھر **الرا** جس کے اعداد 231 ہیں' پھر **المرا**' جس کے اعداد 271 ہیں اور یہ قاعدۂ مقررہ (یعنی ثابت شدہ) ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات کہی جائے اور اسے حضور ﷺ رد نہ فرمائیں تو وہ حدیث مرفوع ہے اور یہاں صرف سکوت ہی نہیں بلکہ انھیں الزام دینے کے لئے ترتیب وار مقطعات کی تلاوت بھی ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ حروف کے ان مخصوص اعداد کا اعتبار خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ منزل من اللہ (یعنی اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا) بھی ہے۔ نیز ملا عبدالحکیم خیالی لکھتے ہیں: **وَالْمَقْصُوْدُ مِنْهَا الْاِشَارَةُ بِاعْتِبَارِ مُسَمَّيَاتِهَا اِلٰى مُدَدِ بَقَاءِ اَقْوَامٍ وَآجَالِ اُمُوْرٍ قَالَ الْجَوْفِيْ قَدِ اسْتَخْرَجَ بَعْضُ الْاَئِمَّةِ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ' الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ' اَنَّ الْبَيْتَ الْمَقْدِسَ يَفْتَتِحُ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَّثَمَانِيْنَ وَخَمْسِمِائَةٍ وَوَقَعَ كَمَا قَالَ وَقَالَ السُّهَيْلِيُّ لَعَلَّ عَدَدَ حُرُوْفِ الَّتِيْ فِيْ اَوَائِلِ السُّوَرِ مَعَ حَذْفِ الْمُكَرَّرِ**

لِلاِشَارَۃِ اِلٰی مُدَّۃِ بَقَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ......ان امور سے مقصود ان کے مسمیات (یعنی نام رکھے گئے) کے اعتبار سے کچھ قوموں کی بقاء کی مدت اور کچھ امور کی میعاد کی طرف اشارہ ہے جونی نے کہا "آیہ کریمہ "الم غلبت الروم" سے بعض ائمہ نے یہ استخراج فرمایا (یعنی نتیجہ نکالا) کہ بیت المقدس کو مسلمان 583ھ میں فتح کریں گے جیسا انھوں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا۔ سہیلی نے کہا ہو سکتا ہے ان حروف کے عدد جو سورتوں کے اوائل (یعنی شروع) میں ہے اس امت کی بقا کی مدت کے اشارے کے لئے ہے"۔

بدایہ اور نہایہ میں ہے کہ "اس استخراج کو سب سے پہلے علامہ ابو الحکم ابن برجان اندلسی نے 522ھ کے حدود میں ذکر کیا" ﴿جلد نمبر 12 ص: 326﴾

حاصل یہ نکلا کہ جمل کے حساب سے حروف کے اعداد کا اعتبار خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اُس وقت سے اِس وقت سلف (پہلے گزر جانے والوں) سے لیکر خلف (بعد میں آنے والوں) تک اس کا اعتبار رہا ہے اور نہ یہ بدعت ہے اور نہ لغو(1) و مُہمل(2)۔ اس لئے خطوط کی ابتدا میں 786 لکھنا یا اس کے ساتھ 92 لکھنا لغو و مہمل نہیں بلکہ سلف کے طریقوں سے مستخرج (نکالا ہوا) و مستحسن (پسندیدہ) ہے۔ وہابیوں کا یہ کہنا کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے ان کی "جہالت اور شرارت ہے"۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے ہندی یا سنسکرت میں نہ یہ طریقہ رائج نہ ان کے حروف تہجی کے مطابق۔ غور کیجئے جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ بھی 28 ہیں اور عربی کے حروف تہجی بھی 28 ہیں۔ اور سنسکرت کے حروف تہجی 36 ہیں جس میں سرے سے الف ہے ہی نہیں "الف کو یہ شبد (حرف) نہیں مانتے"۔ ماترا (یعنی ہندی حرفوں کے اعراب) مانتے ہیں

---

(1) بےکار (2) بے معنی

"جبکہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف ہے جس کا عدد ایک ہے نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں غائب ہیں مثلاً ثاء'حاء'خاء'ذ' ظا'ص' ض' ظا' خا' ع' غ' فاء' ق......اور بہت سے ایسے حروف سنسکرت کے حروف تہجی میں ہیں جو جمل میں نہیں۔ مثلاً بھ' پ' پھ' ٹ' ٹھ' جھ' چ' چھ' دھا' ڈ' ڈھا' کھا' گ' گھا وغیرہ۔ اگر جمل کا حساب سنسکرت ہندی وغیرہ عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کے لئے ہوتا تو ان کے ہر حرف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ہوتا۔ سنسکرت اور ہندی کے تمام حروف تہجی کا عدد نہ ہونا اور عربی کے ہر ہر حرف تہجی کا عدد ہونا اس کی دلیل ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے۔" دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں" اس لئے یہ کہنا کہ "786 ہری کرشنا کے بھی عدد ہیں" فریب دینا ہے۔ اعداد کی مطابقت سے کچھ نہیں ہوتا جس زبان میں اور جس زبان کے کلمات کے لئے ان اعداد کا اعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اسلاف نے فرمایا وہ صرف عربی ہے اس لئے صرف عربی کلمات کے جو اعداد ہیں ان کا اعتبار ہے۔ اس سے بھی قطع نظر اعتبار ان حروف کا ہوتا ہے جو لکھے جائیں، خواہ پڑھے جائیں یا نہ پڑھے جائیں اگر کچھ الفاظ پڑھے جارہے ہیں مگر لکھے نہیں جارہے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں مثلاً اسم جلالت' اللہ کے عدد 66 ہیں' حالانکہ جب لام کے بعد الف پڑھا جارہا ہے تو 67 ہونا چاہیے' مگر چونکہ درمیانہ الف لکھا نہیں جاتا اس لئے اس کا جمل کے حساب میں اعتبار نہیں نیز اسم کریم "الرحمٰن" کے اعداد 329 ہیں حالانکہ لام پڑھا نہیں جاتا مگر چونکہ لام لکھا جاتا ہے اس لئے اس کے عدد کا اعتبار ہے اور درمیانی الف پڑھا جاتا ہے مگر چونکہ لکھا نہیں جاتا اس لئے اس کے عدد کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ اپنی جہالت اور جمل کے حساب سے ناواقفی یا شرارت کی وجہ سے وہابیوں کو یہ دھوکہ لگا اور انہوں نے کہہ دیا کہ بسم اللہ شریف کے اعداد 786 نہیں 787 ہیں۔ جمل کے اس قاعدے کی رو سے ہری کرشنا

کے اعداد 786 ہرگز نہیں اس لئے کہ اعتبار اسی رسم الخط (یعنی طرز تحریر) کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔ ہری کرشنا سنسکرت کا لفظ ہے سنسکرت میں اسے یوں لکھتے ہیں हरि कृष्णा اس میں حروف یہ ہیں "ह र क र ष ण" اب آپ خود جوڑیے हृ کو ملانے اس کے عدد ر 5، ی 200، ک 10، ک 20، ण اور ष اس کے مماثل (مشابہ) ابجد میں کوئی حروف نہیں ष کو زبردستی ش مان کر اور ण کو "ن" مان کر 786 عدد پورا کرنا جمل کے حساب سے خارج ہے اور وہابی شرارت...... نہ یہ لفظ اردو کا ہے اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم ہے اور اس لحاظ سے "हरि कृष्णा" کے اعداد 786 نہیں بلکہ 436 ہیں"۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ اہلسنت خطوط کے سرنامے پر 786 لکھتے ہیں تو نہ اسے فرض جانتے ہیں نہ واجب نہ سنت بلکہ مستحسن۔ اور استحسان کے لئے یہی کافی ہے کہ امت کے معتمد (یعنی اعتماد شدہ) علماء اور مشائخ کا اس پر عمل ہے اس کے لئے قرآن وحدیث میں اس سے ممانعت نہیں اور امت کے عوام و خواص کا اس پر عمل درآمد ہے۔ اگر ہر چیز کے لئے قرآن وحدیث سے تصریح (یعنی وضاحت) تلاش کی جائے تو چلنا پھرنا جینا مشکل ہو جائے گا۔ وہابی کہتے ہیں کہ "786 نہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لکھا نہ صحابہ کرام نے" اس لئے یہ بدعت ہے تو لازم آئے گا کہ اردو لکھنا بھی بدعت ہو نہ صحابہ کرام نے لکھا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا۔ جو جواب وہابی اس کا دیں گے وہی جواب 786 کے سلسلے میں ہمارا بھی ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم